قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۤءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 18 دسمبر 2020ء 02 جمادی الاولیٰ 1442 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:299

ارشادِ باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤی اَهْلِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰی یُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَ اِنْ قِیْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰی لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ۔

(سورۃ النور آیت 28 تا 29)

ترجمہ۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو۔ یہاں تک کہ تم اجازت لے لو اور ان کے رہنے والوں پر سلام بھیج لو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے تا کہ تم نصیحت پکڑو۔ اور اگر تم ان گھروں میں کسی کو نہ پاؤ تو ان میں داخل نہ ہو یہاں تک کہ تمہیں اس کی اجازت دی جائے۔ اور اگر تمہیں کہا جائے واپس چلے جاؤ تو واپس چلے جایا کرو۔ تمہارے لئے یہ بہت زیادہ پاکیزگی کا موجب ہے اور اللہ اسے جو تم کرتے ہو خوب جانتا ہے۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

سلام کو رواج دو

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی تین دفعہ اجازت مانگ لے اور اسے اجازت نہ دی جائے تو اسے چاہئے کہ وہ واپس لوٹ جائے۔

(بخاری کتاب الاستئذان۔ باب التسلیم والاستئذان ثلاثا)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ تم اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہوگے جب تک تم ایمان نہ لاؤ اور تم صاحب ایمان اس وقت تک نہیں ہو سکتے جب تک باہم محبت نہ کرو۔ کیا میں تم کو ایک ایسا فعل نہ بتاؤں جو تم بجا لاؤ تو باہم محبت کرنے لگو۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَكُمْ یعنی آپس میں سلام کہنے کو رواج دو۔

(مسلم کتاب الایمان۔ باب بیان انہ لا یدخل الجنۃ الا المومنون...)

حضرت عمران بن حُصَیْن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے السلام علیکم کہا۔ آپؐ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ جب وہ بیٹھ گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کو دس گنا ثواب ملا ہے۔ پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا۔ حضورؐ نے سلام کا جواب دیا۔ جب وہ بیٹھ گیا تو آپؐ نے فرمایا اس کو بیس گنا ثواب ملا ہے۔ پھر ایک اور شخص آیا اس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا۔ آپؐ نے انہیں الفاظ میں اس کو جواب دیا۔ جب وہ بیٹھ گیا تو آپؐ نے فرمایا اس شخص کو تیس گنا ثواب ملا ہے۔

(ترمذی ابواب الاستئذان فی فضل السلام)

فرمانِ خلیفہ وقت

ہر معاشرے میں ملنے جلنے کے کچھ آداب ہوتے ہیں، اچھی طرح ملنے والے کو اچھے اخلاق کا مالک سمجھا جاتا ہے، اچھے اخلاق والے جب ملتے ہیں تو ایک دوسرے کو دیکھ کر چہرے پر شگفتگی اور مسکراہٹ لاتے ہیں۔ ایک دوسرے کو نہ پہچانتے ہوں تب بھی چہرے پر نرمی ہوتی ہے۔ اور جو اچھی طرح سے نہ ملے عموماً اس کے خلاف ناراضگی کا اظہار کیا جاتا ہے کہ یہ بڑا بداخلاق ہے، کسی کام کے سلسلے میں اس کو ملنے گیا اور بڑی بداخلاقی سے پیش آیا، بڑے بیہودہ اخلاق کا مالک ہے، کام نہیں کرنا تھا نہ کرتا لیکن کم از کم مل تو اخلاق سے لیتا وغیرہ، اس قسم کی باتیں ہوتی ہیں۔ تو اس طرح کی باتیں، اچھے اخلاق سے نہ پیش آنے والے کے بارے میں دل میں پیدا ہوتی رہتی ہیں، جیسا کہ میں نے کہا۔ پھر مختلف معاشروں کے ایک دوسرے سے ملتے وقت مختلف حرکات کے ذریعے سے اظہار کے مختلف طریقے ہیں۔ کوئی سر جھکا کر اپنے جذبات کا اظہار کرتا ہے، کوئی رکوع کی پوزیشن میں جا کے اپنے جذبات کا اظہار کرتا ہے، کوئی دونوں ہاتھ جوڑ کر، اپنے چہرے تک لے جا کر ملنے کی خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ پھر حال احوال پوچھ کے لوگ مصافحہ بھی کرتے ہیں۔ لیکن اسلام نے جو ہمیں طریق سکھایا ہے، جو مومنین کی جماعت کو، اسلامی

بقیہ صفحہ 8 پر

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

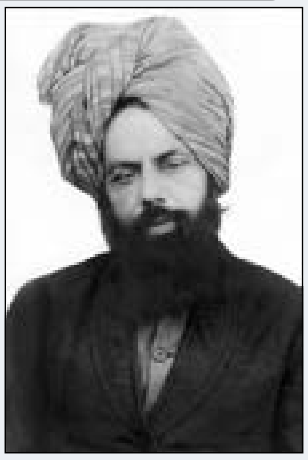

اکثر امراء کا حال سب سے بدتر ہے

’’اس زمانہ میں اسلام کے اکثر امراء کا حال سب سے بدتر ہے وہ گویا یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ صرف کھانے پینے اور فسق و فجور کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ دین سے وہ بالکل بے خبر اور تقویٰ سے خالی اور تکبر اور غرور سے بھرے ہوتے ہیں۔ اگر ایک غریب ان کو السلام علیکم کہے تو اس کے جواب میں وعلیکم السلام کہنا اپنے لئے عار سمجھتے ہیں۔ بلکہ غریب کے منہ سے اس کلمہ کو ایک گستاخی کا کلمہ اور بیباکی کی حرکت خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ پہلے زمانہ کے اسلام کے بڑے بڑے بادشاہ السلام علیکم میں کوئی اپنی کسرشان نہیں سمجھتے تھے مگر یہ لوگ تو بادشاہ بھی نہیں ہیں۔ پھر بھی بے جا تکبر نے ان کی نظر میں ایسا پیارا کلمہ جو السلام علیکم ہے جو سلامت رہنے کے لئے ایک دعا ہے حقیر کر کے دکھایا ہے۔ پس دیکھنا چاہئے کہ زمانہ کس قدر بدل گیا ہے کہ ہر ایک شعار اسلام کا تحقیر کی نظر سے دیکھا جاتا ہے‘‘۔

(چشمۂ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 327)

اس شمارہ میں

- بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں (دربارِ خلافت)
- ہم کو خاص الخاص بخشا ہے خدا نے یہ انعام (منظوم)
- علم اور کتابوں کا عاشق درویش
- ’’بنیادی مسائل کے جوابات‘‘

دربارِ خلافت

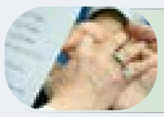

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

(حضرت مسیح موعودؑ نے) فرمایا: خدا تعالیٰ کی یہ عادت ہرگز نہیں کہ جو اس کے حضور عاجزی سے گر پڑے وہ اسے خائب و خاسر کرے اور ذلت کی موت دیوے۔ جو اس کی طرف آتا ہے وہ کبھی ضائع نہیں ہوتا۔ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے ایسی نظیر ایک بھی نہ ملے گی کہ فلاں شخص کا خدا سے سچا تعلق تھا اور پھر وہ نامراد رہا۔ خدا تعالیٰ بندے سے یہ چاہتا ہے کہ وہ اپنی نفسانی خواہش اس کے حضور پیش نہ کرے اور خالص ہو کر اس کی طرف جھک جاوے۔ جو اس طرح جھکتا ہے اسے کوئی تکلیف نہیں ہوتی اور ہر ایک مشکل سے خود بخود اس کے واسطے راہ نکل آتی ہے جیسے کہ وہ خود وعدہ فرماتا ہے مَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا۔ وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ اس جگہ رزق سے مراد صرف روٹی نہیں بلکہ عزت علم وغیرہ سب باتیں جن کی انسان کو ضرورت ہے اس میں داخل ہیں۔ خدا تعالیٰ سے جو ذرہ بھر بھی تعلق رکھتا ہے وہ کبھی ضائع نہیں ہوتا مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ۔ ہمارے ملک ہندوستان میں نظام الدین صاحب اور قطب الدین صاحب اولیاء اللہ کی جو عزت کی جاتی ہے وہ اسی لئے ہے کہ خدا تعالیٰ سے ان کا سچا تعلق تھا۔

(البدر جلد ۲ نمبر ۱۴ مورخہ ۲۴؍اپریل ۱۹۰۳ صفحہ ۱۰۷)

پھر فرمایا: ’’خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھاؤ اور پرہیز گاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو۔ سب سے اول اپنے دلوں میں انکسار اور صفائی اور اخلاص پیدا کرو اور سچ مچ دلوں کے حلیم اور سلیم اور غریب بن جاؤ کہ ہر یک خیر اور شر کا بیج پہلے دل ہی میں پیدا ہوتا ہے۔ اگر تیرا دل شر سے خالی ہو تو تیری زبان بھی شر سے خالی ہو گی اور ایسا ہی تیری آنکھ اور تیرے سارے اعضاء۔ ہر یک نور یا اندھیرا پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ تمام بدن پر محیط ہو جاتا ہے۔ سو اپنے دلوں کو ہر دم ٹٹولتے رہو۔‘‘

پھر آپ نے فرمایا: ’’اور عبادت کی فروع میں یہ بھی ہے کہ تم اس شخص سے بھی جو تم سے دشمنی رکھتا ہو ایسی ہی محبت کرو جس طرح اپنے آپ سے اور اپنے بیٹوں سے کرتے ہو اور یہ کہ تم دوسروں کی لغزشوں سے درگزر کرنے والے اور ان کی خطاؤں سے چشم پوشی کرنے والے بنو اور نیک دل اور پاک نفس ہو کر پرہیز گاروں والی صاف اور پاکیزہ زندگی گزارو۔ اور تم بری عادتوں سے پاک ہو کر باوفا اور باصفا زندگی بسر کرو۔ اور یہ کہ خلق اللہ کے لئے بلا تکلف وتصنع بعض نباتات کی مانند نفع رساں وجود بن جاؤ۔ اور یہ کہ تم اپنے کبر سے اپنے کسی چھوٹے بھائی کو دکھ نہ دو۔ اور نہ کسی بات سے اس (کے دل) کو زخمی کرو۔ بلکہ تم پر واجب ہے کہ اپنے ناراض بھائی کو خاکساری سے جواب دو اور اسے مخاطب کرنے میں اس کی تحقیر نہ کرو اور مرنے سے پہلے مر جاؤ اور اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کر لو اور جو کوئی (ملنے کے لئے) تمہارے پاس آئے اس کی عزت کرو خواہ وہ پرانے بوسیدہ کپڑوں میں ہو نہ کہ نئے جوڑوں اور عمدہ لباس میں اور تم ہر شخص کو السلام علیکم کہو خواہ تم اسے پہچانتے ہو یا نہ پہچانتے ہو اور (لوگوں کی) غم خواری کے لئے ہر دم تیار کھڑے رہو۔‘‘

(ترجمہ عربی عبارت اعجاز المسیح) از تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اول صفحہ ۲۰۳)

بقیہ صفحہ 8 پر

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُكَ أَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُكَ أَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ

(مستدرک حاکم)

ترجمہ: اے اللہ! تیری مغفرت میرے گناہوں سے کہیں زیادہ وسیع تر ہے اور مجھے اپنے عمل کی نسبت تیری رحمت پر زیادہ امید ہے۔

یہ پیارے رسول سید و مولیٰ نبی ﷺ کی مغفرت و بخشش کی بہت پیاری دعا ہے۔

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسولِ کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرے گناہ بے حد و بے حساب ہیں۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ اسے یہ دعا پڑھنے کا کہا اور فرمایا! اب اٹھو، اللہ نے تمہارے گناہ معاف فرما دیے ہیں۔

(مرسلہ: مریم رحمٰن)

ہم کو خاص الخاص بخشا ہے خدا نے یہ انعام

ہم کو خاص الخاص بخشا ہے خدا نے یہ انعام
سایۂ ابرِ خلافت، نعمتِ خیرالوریٰ
یہ سروں پر ہے ہمارے شفقتوں کی اک رِدا
مَے کدۂ علم و عرفاں بہرِ فیضِ خاص و عام
ہم کو خاص الخاص بخشا ہے خدا نے یہ انعام
خیر سے معمور ہے جو یہ ہے وہ کوہِ بلند
اس کے سائے میں جو آیا ہو گیا وہ ارجمند
یہ ہے چشمہ جس کا پانی معرفت آمیز ہے
رحمتِ رحماں سے جو ہر ثانیہ لبریز ہے
یہ ہے دریا جس میں لاکھوں ہی بصیرت کے صدف
شان دکھلاتے نظر آتے ہیں روشن ہر طرف
یہ لڑی ہے پھول جو بکھریں، پروئے جاتے ہیں
جو غبار آلود گُل ہوں سارے دھوئے جاتے ہیں
خوشا کہ ہے نور پایا ہم نے اس مہتاب سے
اپنے سینے ہیں فروزاں اس کی آب و تاب سے
ہم پریشاں ہوں تو اس کے در پہ ہی جاتے ہیں ہم
اور اسی دہلیز پر جا کر سکوں پاتے ہیں ہم
مُنضبط یہ رشتۂ طاعت، قیادت ہو ہمیش
سر پہ اپنے سایۂ ابرِ خلافت ہو ہمیش

(مبارک احمد عابد)

مرسلہ: امۃ الباری ناصر، امریکہ

علم اور کتابوں کا عاشق درویش

کتاب خریدنا پڑھنا شروع کے خالی صفحات یا حاشیہ میں ضروری حوالے لکھنا، پڑھانا، سُنانا، تحفے میں دینا الماریوں میں ترتیب سے رکھنا ایک درویش کا محبوب مشغلہ تھا۔ حلقۂ احباب میں صاحبانِ علم اور صاحبانِ قلم شامل تھے۔ گھر کے معمولات میں صبح نماز باجماعت سے واپس آ کر تلاوت قرآن مجید کے بعد درس حدیث اور رات کو سونے سے پہلے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی کتب یا کوئی نئی چھپنے والی کتاب پڑھ کر سُنانا شامل تھا۔ لطف لے لے کر پڑھتے، بعض حصوں کو بار بار پڑھتے مفہوم سمجھاتے۔ پڑھنے کا انداز بہت پُر اثر تھا۔ گھر میں بے شمار کتابیں تھیں۔ نئی طبع شدہ کتب کے پہلے خریدار ہوتے۔ کتاب خریدنے میں جلدی کرتے تا کہ ختم نہ ہو جائے۔ تفسیر کبیر پہلی جلد شائع ہوئی تو بڑی رغبت اور شوق سے حاصل کر کے اس پر ایک نوٹ تحریر کیا کہ

''یہ بہت بڑا خزانہ مل گیا ہے۔ میری اولاد ہمیشہ اس سے فائدہ اُٹھاتی رہے''۔

قادیان سے باہر بھی کسی مفید کتاب کا علم ہوتا تو خرید لاتے۔ مثلاً حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا سیٹ مکمل رکھنے کی کوشش میں تلاش جاری رہی۔ کچھ کتب قادیان میں موجود نہیں تھیں۔ معلوم ہوا کہ اہل پیغام نے طبع کی ہیں جماعت سے اجازت لے کر نہ صرف اپنے لئے بلکہ اپنے دوستوں کے لئے بھی خرید لائے۔ حضرت میر محمد اسحق صاحبؓ کے ترجمہ والا قرآن مجید شائع ہوا تو بچوں کے لئے کئی نسخے لے آئے۔ جماعت کی طرف سے جب کسی کتاب کا امتحان لیا جاتا آپ خود بھی شامل ہوتے اور بچوں سے بھی امتحان دلواتے۔ حضرت صاحبزادہ سید عبد اللطیف شہیدؓ کی شہادت سے متعلق پنجابی اور اردو نظم کی کتابیں بہت عزیز تھیں۔ اکثر بڑے درد سے سناتے خود بھی روتے اور دوسرے بھی آبدیدہ ہو جاتے۔ آپ کے گرد کتاب سُننے کے شوقین اور سُننے کے ضرورت مند جمع رہتے خاص طور پر مکرم حافظ محمد رمضان صاحب کا ذکر ضروری ہے۔ آپ نابینا تھے مگر تعلیم و تدریس کا شوق رکھنے کی وجہ سے مولوی فاضل کیا۔ حافظ قرآن بھی تھے ان کو کتب پڑھ کر سُناتے۔ اسی طرح ہمارے نانا جان محترم حکیم اللہ بخش صاحبؓ رات کو باوجود ضعیفی کے جاگتے رہتے اور انتظار کرتے کہ کب دُکان سے گھر آ کر کچھ پڑھ کر سُنائیں تو سن کر سوئیں

اس درویش کا تعارف کرادوں حضرت میاں فضل محمد صاحبؓ کے دوسرے بیٹے ہرسیاں میں نومبر 1903ء میں پیدا ہوئے نام حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے عبد الرحیم رکھا تیرہ چودہ سال کی عمر میں خاندان کے ساتھ قادیان ہجرت کی چوتھی پانچویں جماعت تک سکول میں پڑھا پھر ایک واقعے کے نتیجے میں پڑھائی چھوڑ کر والد صاحب کی دکان پر کام کرنے لگے۔ پھر اپنا کاروبار الگ کرلیا۔ تاجر پیشہ تھے۔ باقاعدہ تحصیل علم کا موقع تو نہ مل سکا تھا مگر طبیعت میں علمی رجحان و ذوق بدرجہ اتم تھا اللہ تبارک تعالیٰ کی عطا کردہ ذہانت کی وجہ سے علمی نکات گہرائی میں اتر کر جلدی سمجھ لیتے اور حافظے میں محفوظ رکھتے۔ زمانہ بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا پایا تھا جہاں علم کے دریا بہتے تھے جلسوں اور مباحثوں میں بڑی رغبت سے شامل ہوتے۔ اس طرح معلومات کا اچھا خاصا ذخیرہ جمع کر لیا تھا اور قدرت نے اسے استعمال کرنے کا خوب ملکہ عطا فرمایا تھا۔ گفتگو اور تحریر موثر دلچسپ، برجستہ ہوتی جو برمحل مثالی واقعات اور حوالوں سے مزین ہوتی۔ قادیان کی پرانی باتیں، احمدی بزرگوں کے حالات و واقعات بیان کرتے اور سماں باندھ دیتے۔

علم سے یہ عشق عمر بھر رہا اور اس سے جماعت کی خدمت کے بے مثال مواقع حاصل ہوئے۔ تقسیم برصغیر کے بعد حفاظت مرکز کے لئے قادیان میں رہنا پسند کیا۔ اس طرح درویشی کی سعادت نصیب ہوئی۔ درویش کا اپنے بیوی بچوں سے رابطے کا ذریعہ خطوط تھے ابا جان کے خطوط کا خزانہ کافی حد تک محفوظ رہا۔ جو اس وقت کے شب و روز کی چشم دید تاریخ ہے۔ خلیفہء وقت اور بیوی بچوں سے دوری نے طبیعت میں گداز بھر دیا تھا۔ خط جذبات سے اس طرح گندھا ہوتا کہ کچھ باتیں ربوہ میں کسی بچے کے متعلق ہوتیں اور کچھ باتیں سیرالیون یا تنزانیہ میں کسی بچے سے متعلق ہوتیں گویا لکھتے وقت عالم تصور میں سب بچے بلکہ اعزّہ بھی سامنے موجود ہوں اور آپ ان سے بے ساختہ و بے تکلف باتیں کر رہے ہوں لفظ و معنی کے حسن وخوبی کو دلی جذبات کی آمیزش نے ایسا رنگ دیا ہے گویا خطوط نہ ہوں آنکھ سے ٹپکے ہوئے آنسو ہوں۔

پیارے ابا جان کی تحریروں اور خطوط سے آپ ہی کے الفاظ میں آپ کی کتابوں سے وابستگی کے موضوع کو الگ کیا ہے۔ اس طرح آپ کی شخصیت کا یہ رخ نمایاں ہو کر سامنے آجائے گا

بکھرے اوراق جمع کرنا

تقسیم برصغیر کے قیامت خیز ہنگاموں کے بعد جب درویشانِ کرام نے قادیان کے گلی کوچوں میں قرآن مجید اور دیگر قیمتی کتب کے اوراق بکھرے دیکھے تو ایک قیامت گزر گئی۔ بے حرمتی برداشت سے باہر تھی حکیم وخبیر خدا تعالیٰ نے اپنے بندے کو کتابوں کا عشق قلمی و علمی خزائن کی حفاظت کے محاذ پر لڑنے کے لئے عطا فرما رکھا تھا۔ گلی گلی سے، ردّی فروشوں سے، گھروں گھروں سے اوراق جمع کئے۔ حالات اتنے نامساعد تھے کہ گھر سے نکلنا جان کو خطرے میں ڈالنا تھا۔ مگر اس وقت جان کی کسے پرواہ تھی تاریخ احمدیت میں لکھا ہے کہ

''مسجد نور میں تین من کے قریب قرآن شریف کے اوراق منتشر پائے گئے انا للہ و اِنا اِلیہ راجعون''۔

(تاریخ احمدیت جلد 11 صفحہ 263)

''درویشوں نے ان ابتدائی ایام میں دن رات کام کیا مثلاً درویش لنگر خانہ میں سامان پہنچاتے مہاجر احمدیوں کے گھر سے اسباب بحفاظت جمع کرتے۔ بہشتی مقبرہ میں معماری کا کام کرتے۔ بیرونی محلوں سے جمع شدہ کتابوں کو مرتب اور مجلد کرتے اور اپنے حلقہ درویشی کے ہر اہم مقام پر نہایت باقاعدگی اور ذمہ داری کے ساتھ پہرہ دیتے۔''

(تاریخ احمدیت جلد 11 صفحہ 254)

الحمد للہ ان سب کاموں کی توفیق ملی جزو بندی اور جلد بندی کا فن آپ نے شوقیہ سیکھا ہوا تھا۔ اوراق جمع ہوئے تو جلد سازی کے سامان کی ضرورت تھی۔ مسبب الاسباب قادر خدا نے اُس کا بھی سامان فرما دیا۔ ابا جان تحریر فرماتے ہیں:

''ایک واقعہ بالکل ابتدائی دنوں کا ہے جس سے رازق خدا کی رزّاقیت کا لطف آتا ہے ایک ہندو میرے پاس آیا کہ میرے پاس موم کا ایک ٹین (Tin) ہے۔ آپ اُس کو خرید لیں۔ میں نے کہا 'اچھا' اُن دنوں کسی ہندو کے گھر اعتبار کر کے جانا جان کا خطرہ مول لینا تھا۔ مگر اس سے کچھ شناسائی ہوگئی تھی ایک دو کتابیں خرید چکا تھا۔ وہ مکرم عبد اللہ صاحب جلد ساز کے مکان پر قابض تھا اُس نے کتابیں تو باقاعدہ دکانوں پر رکھ کر فروخت کیں۔ لوہے کی مشینیں وغیرہ بھی فروخت کر دیں۔ ایک کٹنگ کی مشین اور ایک ٹِن باقی تھا میں موم ٹیسٹ کرنے کے لئے ماچس لے کر گیا تھا۔ جب میں ٹیسٹ کرنے لگا تو دیکھا کہ وہ موم نہیں چربی تھی۔ میں نے اُسے بتایا کہ اس گھر کے مالک کو گائے کی قربانی کا شوق تھا اُس نے کسی مقصد سے چربی جمع کر رکھی ہے۔ وہ تو رام رام کرنے لگا اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا اس کو جلد لے جائیں، اُٹھائیں میرے گھر سے۔ میں نے اُسے ٹن کے آٹھ آنے دیئے اور اُٹھا لایا۔ جلد سازی کے باقی ماندہ سامان کا بھی بہت سستا سودا ہو گیا۔ میں ایک لمبے عرصے تک اسی سامان کی مدد سے جلد سازی کا کام کرتا رہا اس طرح روزی کا سامان خدا تعالیٰ نے مہیا کر دیا۔ چربی کے کنستر کا میں نے یہ کیا کہ اس میں کاسٹک وغیرہ ملا کر صابن بنا دیا۔ اُن دنوں قادیان کے مکینوں کو صابن کی بے حد ضرورت تھی۔ احباب شکر گزار ہو کر خریدتے میرے پاس کافی روپے جمع ہو گئے یہ الٰہی عطیہ تھا دراصل میں نے درویشی کے زمانے میں وظیفہ لینے سے انکار کیا تھا اللہ تعالیٰ نے میری غیرت کی لاج رکھی اور ہر اُس کام میں برکت ڈالی جسے میں نے کرنا چاہا حتّٰی کہ لوگ کہنے لگے بھائی جی مٹی میں ہاتھ ڈال کر سونا کر دیتے ہیں۔ میں نہیں کرتا تھا۔ میرا خدا میرا سامان کرتا تھا۔ ابھی صابن ختم نہ ہوا تھا کہ وہی ہندو صاحب آئے کہ بھائی ایک ویسا ہی کنستر اور ہے ہم پر احسان کریں وہ اٹھا لیں۔ میں نے دام پوچھے تو بولا بس لے جائیں۔ معاوضے میں ایک پیتل کی دیگچی دے دیں۔ اس چربی میں السی کا تیل ڈال کر صابن بنایا جو پہلے سے بہت بہتر بنا۔ من سوا من صابن بن گیا اور فوراً بک گیا۔ ہر خاص و عام کو ضرورت تھی یہ سب الٰہی سامان تھے جس چیز کی ضرورت تھی آسانی سے سستے داموں دلوا دی اس طرح اللہ تعالیٰ نے میری اور میرے بے وطن بلکہ جلاوطن بچوں کی مدد کی۔ لمبی کہانی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے مجھے خدا تعالیٰ نے قناعت، کشائش اور فراوانی سے نوازا ہے الحمد للہ الحمد للہ۔

یوں ہوا کہ ہم تین آدمی بازار میں جا رہے تھے۔ ایک شخص ملا اور مجھے مخاطب کر کے کہا بھائی جی! ذرا الگ ہو کر میری بات سن لیں۔ میں نے ساتھیوں کو وہیں رُکنے کا اشارہ کر کے کہا ٹھہریں میں دیکھتا ہوں یہ کیا کہتا ہے۔ وہ گلی میں لے گیا اور اُس نے کپڑے سے کھول کر دو کتابیں دکھائیں کہ یہ آپ خرید لیں ایک تذکرہ تھا اور دوسری پانچ پارے والی تفسیر مجھے ان کی ضرورت بھی تھی۔ بہت کم پیسے اُس نے لئے اور یہ قیمتی کتب میرے حوالے کیں میرے ساتھی بھی حیران ہو گئے کہنے لگے خدا تعالیٰ نے اُسے آپ ہی کے لئے نعمت بنا کر بھیجا تھا آپ کو الگ لے جا کر کتب دیں۔ سبحان اللہ اُس کی دین ہے۔

رام لیلا کے بدلے تفسیر

میں جالندھر گیا وہاں سے کافی کام کی کتابیں خرید کر لایا۔ ایک ہندو سے رامائن اردو مل گئی۔ ایک ردّی والے سے بھی رامائن کی ایک جلد مل گئی۔ قادیان میں ایک ہندو رام راکھا مل کے پاس ایک تفسیر تھی میں ہر قیمت پر وہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ مگر وہ کسی قیمت پر دینے پر آمادہ نہ تھا۔ میں نے اُس سے ملنا جلنا رکھا۔ ایک دن کسی کام کے لئے اُس کے گھر گیا اُن دنوں دسہرہ تھا وہ اور ان کے بچے رام لیلا سُنتے تھے۔ میں نے کہا کہ میرے پاس پوری رام لیلا ہے۔ بلکہ دو ہیں کہنے لگے بھا جی وہ دونوں ہمیں دے دیں۔ میں تو اسی

انتظار میں تھا فوراً تفسیر طلب کی اس نے دونوں کتابیں لے کر تفسیر مجھے دے دی اس طرح پاک کلام محفوظ مقام پر پہنچ گیا۔

بیوی کا قرآن مجید

1948ء ہی کی بات ہے ایک سکھ بھگت سنگھ میرے پاس آیا کہ بھائی جی آپ قرآن خریدیں گے؟ میں نے اُس سے سینکڑوں روپے کی کتابیں خریدی تھیں۔ کہالا کر دکھاؤ۔ وہ قرآن کریم لے کر آیا تو حضرت پیر منظور محمد صاحب والا قرآن کریم تھا۔ جب میں نے ہاتھ میں لیا تو شدتِ جذبات سے میرے اوپر لرزہ طاری ہوگیا۔ یہ قرآن میری پیاری بیوی آمنہ کا تھا۔جس پر وہ ہر روز میرے سامنے بیٹھ کر تلاوت کیا کرتی تھی۔ میری حالت اُس سے چھپی نہ رہی وہ بڑا گھاک کاروباری آدمی تھا امرتسر میں کتابوں کی بڑی دکان تھی اس نے بہت زیادہ قیمت بتائی میں نے اس کی منہ مانگی رقم ادا کر کے قرآن پاک لے لیا اور پھر اُسے بذریعہ ڈاک ملے جلے جذبات کے ساتھ روانہ کر دیا۔ یہ سوچتا رہا کہ اپنا قرآنِ پاک اور میرے بھجوانے کے جذبہ سے متاثر ہو کر وہ نہ معلوم کتنی دفعہ سربسجود ہو کر مجھ گنہگار کے حق میں بخشش کی دعائیں کرے گی۔

صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ کا تحفہ

1948ء کے ابتدائی دنوں کی بات ہے ایک صاحب نے بتایا کہ ایک سکھ کے پاس سلسلہ کی کچھ کتابیں ہیں جو وہ فروخت کرنا چاہتا ہے مگر اُس کا پتہ جو بتایا وہاں جانا بہت خطرناک تھا۔ میں نے معذرت کی اور کہا کہ کتب یہاں لے آئیں میں خرید لوں گا۔ مگر وہ سکھ (جو آج کل حضرت میاں بشیر احمد کے فارم (Farm) پر بطور منیجر حکومت کی طرف سے مقرر ہے) نہ مانا۔ کسی نہ کسی طرح وہاں پہنچا تو کتابیں دیکھ دیکھ کر عجیب ملے جلے جذبات کی کوئی حد نہ رہی وہ کتابیں حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی کوٹھی سے لائی ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔ میں نے سوچا ان کو ہر قیمت پر خریدنا ہے وہ سکھ بڑا ہشیار تھا بھانپ گیا اور مروجّہ قیمت سے دس گنا زیادہ قیمت بتائی۔ میں نے بھی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے اُس کو منہ مانگی قیمت ساٹھ روپے ادا کر کے خرید لیں۔ اُن میں ایک بخاری شریف تھی۔خوبصورت مجلد، سنہری نام لکھا ہوا تھا جو لجنہ اماء اللہ قادیان نے محترمہ بی بی ناصرہ بیگم (بنت حضرت مصلح موعودؓ) کی شادی خانہ آبادی کی تقریب سعید کے موقع پر تحفہ دیا تھا۔کیا یہ کتابیں ردّی میں جانے کے قابل تھیں؟ میں کیسے گوارا کر سکتا تھا کہ اُن سے ہاتھ کھینچ لوں کہ قیمت زیادہ ہے اور وہ ردّی میں بیچ دیتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ توفیق بھی دی کہ یہ کتب مکرم سیٹھ محمد اعظم صاحب کے ہاتھ عزیزہ محترمہ کو بھجوادیں۔ تسلّی بھی کر لی تھی کہ حفاظت سے کتب اُن تک پہنچ گئی ہیں جو میری طمانیت کا باعث ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دستخط والی کتابیں

کتب خریدنے کے شوق میں مجھے ایک ایسی کتاب ملی جس پر حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے دستخط ثبت تھے۔ اپنے قلم سے اپنا نام لکھا ہوا تھا۔ بس پھر کیا تھا ایسی کتب کی تلاش شروع کر دی بلکہ ایسی کتب کا عشق سر پر سوار ہوگیا۔ قادیان کے سارے بک ڈپو اور درویشوں کی کتابیں دیکھ ڈالیں۔ جہاں دستخطوں والی کتاب ملی منہ مانگی قیمت دے کر خرید لی۔ اس سے مجھے بہت سکون ملتا کافی سرگرمی سے آخر مجھے آٹھ کتب ایسی مل گئیں جن پر حضرت اقدسؑ کے دست مبارک سے دستخط موجود تھے۔ میں نے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کو دکھائیں وہ بھی بہت خوش ہوئے۔ یہ ایک قیمتی دولت تھی جو میں نے اپنے آٹھ بچوں کو ایک ایک تقسیم کر دی۔ اللہ تعالیٰ اس کی برکتیں نسلاً بعدنسلٍ میرے خاندان کو عطا فرماتا رہے۔

1826ء کی شائع شدہ انجیل

میں ایک دفعہ لدھیانہ گیا۔ لدھیانہ میں ایک لائبریری تھی جس میں میونسپل کمشنر پادری ویری کی کتب تھیں وہ دینِ حق اور احمدیت کا شدید دشمن تھا۔ ہندوؤں نے کتب کو تلف کرنے کے لئے فروخت کر دیا جو سینکڑوں من وزنی تھیں میں نے قریباً دو بوری کتابیں چھانٹ لیں۔ ان میں دو کتب کا ذکر کرتا ہوں ایک تو انجیل تھی جو 1826ء کی شائع شدہ تھی ایک اہل حدیث کا وہ پرچہ تھا اصل والا جو علماء اکثر ہمارے خلاف پیش کیا کرتے ہیں۔ میں نے قادیان آ کر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے نام تحریر کیا کہ جماعت کے کام آنے والا لٹریچر لدھیانہ میں فروخت ہو رہا ہے۔مثال کے طور پر اسی انجیل کا حوالہ دیا۔ آپ کا جواب آیا کہ اگر اتنی پرانی انجیل ہے تو میرے لئے بھی خرید لیں۔ میں نے اس خط کو نعمت غیر مترقبہ خیال کیا اور بذریعہ رجسٹرڈ پارسل کتاب بھجوا دی۔ آپ کا دعاؤں اور شکریہ کا خط ملا جس پر اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرمی محترمی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا خط ملا۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ اگر کوئی پرانی انجیل اردو میں ملے تو میرے لئے بھی خرید لیں۔

فقط والسلام

مرزا بشیر احمد

……………

مکرمی محترمی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا خط ملا۔ آپ فی الحال میرے لئے 1860ء کی اکیلی انجیل تلاش کریں اور قیمت سے مطلع فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حافظ و ناصر ہو۔

فقط والسلام

مرزا بشیر احمد

دوسری کتاب فتویٰ اور پرچہ اہل حدیث والا مولوی محمد سلیم صاحب کو دکھایا

آپ نے قیمت پوچھی میں نے اندازاً بائیس روپے بتا دی۔ فوراً بائیس روپے نکال کر دیئے کتاب لی اور دس بارہ قدم جا کر واپس آئے اور کہا بھائی جی! اب یہ کتب میں نے قیمت دے کر خرید لیں شرعی لحاظ سے خرید وفروخت مکمل ہوگئی مگر ایک بات بتا دوں کہ کتاب اس قدر نایاب اور مطلوب تھی کہ اگر آپ ایک صد بھی مانگتے تو بلا عذر دے دیتا۔ الحمد للہ میرا مقصد کتب کی خرید وفروخت کا بھی یہی تھا۔ بعد میں جب علم ہوا کہ فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں پیش کی گئی تو زیادہ خوشی ہوئی۔ سبحان اللہ۔

میری کتابیں اور صوفی صاحب کے امرود

اٹاوہ کے ایک مخلص احمدی نے اپنی لائبریری صدر انجمن احمدیہ کو وقف کر دی تھی۔ درویشی کے ابتدائی زمانے میں اس کی زائد کتابوں کی نیلامی ہوئی نیلام کرنے والے مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی تھے۔ ایک ایک کتاب اُٹھاتے اُس کی خوبیاں بیان کرتے لوگ اچھی حالت کی کتب پر بڑھا کر بول دیتے اور خرید لیتے جبکہ میں نے وہ کتب لیں جن کی حالت خراب، جلد خستہ، اوراق بکھرے ہوئے ہوتے قریباً تین سو روپے کی کتب میں نے لے لیں اس ڈھیر کو دیکھ کر کسی نے کہا بھائی جی نے چورا خریدا ہے۔ آخر میں نے مکرم چوہدری فیض احمد صاحب سے بات کی کہ لوگ کہتے ہیں رقم برباد کر دی آپ کا کیا خیال ہے یہ کتب بک جائیں گی۔ آپ نے بھی دیکھ کر کہہ دیا کہ اگر صوفی علی محمد صاحب درویش کے امرود بک جاتے ہیں تو یہ بھی ضرور بکیں گی۔صوفی صاحب معمولی سی چیز لا کر فروخت کیا کرتے تھے بعض دفعہ بہت دن لگ جاتے۔ مگر میرے ساتھ یہ نہیں ہوا اس چورے سے جوڑ جوڑ کر جلد کر کے میں نے نادر و نایاب کتب محفوظ کیں۔سب سے قابل ذکر پرانی کتب سے علمائے سوء کے فتووں پر 42 کتب ملیں جو مولوی محمد صدیق صاحب کو پیش کیں جو خلافت لائبریری ربوہ کی زینت بنیں۔ اس بات کی مجھے بہت خوشی ہے۔ بہت فائدہ ہوا ان پرانی کتابوں سے۔ الحمد للہ

ایک عجیب واقعہ

کتابوں کے ذخیرہ میں دو کتابیں دیمک زدہ سی تھیں اس خیال سے کہ دوسری کتابیں متاثر نہ ہوں نکال کر باہر دھوپ میں رکھ دیں جالندھر کے ایک صاحب آئے اور سوال کیا کہ کوئی پرانی فوٹو یا قلمی کتاب ہو تو دکھائیں۔ میں نے کہا آپ دیکھ لیں ساری کتابیں دیکھ کر دھوپ میں رکھی ہوئی دیمک خوردہ کتابیں پسند کیں مجھ سے قیمت پوچھی میں نے کہا چار روپے دے دیں۔ وہ چار روپے دے کر چلے گئے۔ دو تین دن کے بعد پرتاب اخبار میں خبر دیکھی کہ حکومت نے ایک پرانی قلمی کتاب آثار قدیمہ کے لئے خریدی ہے۔ جو ایک مشہور ادیب کے قلمی خطوط ہیں۔ اخبار میں لکھا تھا کہ بارہ سو میں خریدی ہے۔ یہ اُس خریدار کی پہچان کا کرشمہ تھا۔ جو کتاب میں نے لاعلمی میں چار روپے کی بیچی اُس نے اپنے علم سے فائدہ اُٹھا کر 1200 روپے میں دی ہوگی۔ جو اب کسی عجائب گھر کی زینت ہوگی۔

ردّی بیچنے والا لڑکا

ایک دفعہ دیکھا کہ تیرہ چودہ سال کا صاف ستھرا لڑکا ردّی والے کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب فروخت کر رہا تھا۔ ذرا فاصلے سے کھڑے ہو کر دیکھتا رہا سامنے نہ آیا کہ وہ شرمندہ نہ ہو مگر بہت تکلیف ہوئی کہ کیا مجبوری ہوگی جو یہ لڑکا اس طرح قیمتی کتب بیچ رہا ہے۔ بعد میں لڑکے کو ایک طرف لے جا کر پیار سے پوچھا کہ آپ یہ کتب ردّی والے کو کیوں بیچ رہے ہیں لڑکے نے بتایا کہ میرے نانا جان بیمار ہیں وہ خود ڈاکٹر تھے۔ مگر علاج پر بہت خرچ ہو گیا ہے۔ اب دوا کے پیسے نہیں تھے۔ میں نے اُس کی عزت نفس کا خیال رکھتے ہوئے کچھ مدد کی۔ اور کہا کہ اگر کتب بیچنے کی ضرورت ہو تو سیدھے میرے پاس لے آنا۔‘‘

بعض خطوط سے اقتباس حاضر ہیں حالات اور جذبات کی ایک سچی حقیقی تصویر ہیں۔ لمحے لمحے کی محفوظ کہانی۔

درویش کو کتابیں محفوظ کرتے ہوئے اپنے جگر گوشوں کا خیال آتا کہ نازونعم میں پلے لاڈلے بچوں پر نہ جانے کیسا وقت ہوگا۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کتابیں ہی سہارا بنیں۔سب سے پہلا خط جو محفوظ ہے اُس میں تحریر ہے کہ ضرورت ہو تو کتابیں بیچ دینا مگر اس میں احتیاط کا پہلو نمایاں نظر آتا ہے کتابیں اُسی حد تک بیچنا جس سے ضرورت پوری ہو جائے۔

’’کچھ کتابیں بھیج رہا ہوں ضرورت پوری کرنے کے لئے فروخت کر دینا۔ وقار، عزت، آن کسی صورت سے کمزور نہ کرنا۔ بھوک اور موت بھی عزت وقار سے ہو تو کامیابی ہے۔ ورنہ کچھ بھی نہیں۔ دنیا نے کبھی وفا کی ہے نہ کرنی ہے۔خرچ کم ہو تو کوئی بھی سامان خواہ کیسا ہی پیارا ہو فروخت کر دینا

بچوں کو تنگی نہ رہے۔ خدا تعالیٰ ہم سب کا حافظ و ناصر ہو۔ ربوہ کی آبادی میں اضافہ مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ اس آبادی کا حافظ و ناصر رہے۔ روح القدس کے ذریعے حامی و ناصر ہو۔'

''مولوی عبدالحمید بھینی والوں کے گھر والوں کی خیریت لکھیں وہ پریشان ہیں میں نے آپ کو تذکرہ، سلسلہ احمدیہ، براہین احمدیہ اور آئینہ کمالات دینِ حق بھیجی ہیں۔ اطمینان ہو جاتا ہے کہ ضرورت کے وقت فروخت کر سکتے ہیں۔ آپ اپنا بر قع بنوالیں اور بچوں کی دلجوئی کریں۔ فکر نہ کریں اب یہاں کپڑا بغیر پرمٹ اچھا اور سستا مل جاتا ہے۔ ہمارے متعلق عجیب عجیب افواہیں پھیل جاتی ہیں پھر واقف حال پوچھنے آتے ہیں ہمدردی کرتے ہیں۔''

''نصرتِ خدا تو دیکھو گھر پر حملہ ہوا روپیہ بچ گیا جان بچ گئی پھر روزی کا آنًا فانًا انتظام ہوتا گیا۔ جب یہ ختم ہونے کو آیا مشین بک گئی۔ اس وقت میرے پاس اچھی حالت میں چھ من کتب ہوں گی''

1948-4-1 عزیزہ امۃ اللطیف (رتن باغ لاہور)

''آپ کی فرمائش پر سر توڑ کوشش کر کے ابھی کامیاب ہوا ہوں تذکرہ مل گیا اب تذکرہ اور تفسیر کبیر نہیں ملتی جن ہندوؤں کے گھروں میں ہے کہتے ہیں سو سو روپے میں بک گئی ہیں۔ اب یہاں ایک بھی قرآن کریم نہیں ملتا چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے تفہیمات مانگ رکھی ہے مگر اچھی حالت میں نہیں مل رہی۔ تجرید بخاری عربی اردو مل گئی ہے ارسال کر رہا ہوں۔''

1948-10-9

''عزیز باسط! مقاماتِ حریری کا فرہنگ دستیاب ہوا ہے اگر ضرورت ہو تو تحریر کریں۔ ارسال کر دوں اگر کسی اور کتاب کی ضرورت ہو تو لکھنا۔

محترمہ اُم داؤد صاحبہ کو میرا اسلام اور دعا کی درخواست کر دیں وہ پہلے ہی مجھے بچوں سمیت یاد رہتی ہیں۔ مگر آپ نے کچھ اس انداز سے اُن کا فرمان مجھے پہنچایا ہے کہ ہر وقت نقشہ آنکھوں میں رہ کر دعا کی تحریک ہوتی ہے میں نہیں بھولوں گا یاد رکھوں گا اللہ تعالیٰ داؤد کو داؤد علیہ السلام جیسی برکتیں عطا فرمائے۔ میری اولاد سے جو وہ الطاف و کرم فرماتی ہیں کیسے بھول سکتا ہوں تادمِ زیست بھولنے والے نہیں مبارک ہو مبارک ہو لڑکی کے لئے بھی دعا کی تھی ایک بہت خوشنما بستر دکھائی دیا۔

اگر تذکرہ آپ کے پاس ہے تو محترمہ اہلیہ چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کی خدمت میں پیش کر دیں۔ میں آپ کو اور بھیج دوں گا۔''

اُستانی جی کی کتب جمع کرادی ہیں سامان باندھ لیا ہے گندم کا کیا کرنا ہے لنگر میں جمع کرادوں؟ مشین کا خالی ڈبہ ہے مشین نہیں ہے۔ ایک سو سات روپے میں ایک چیز بیچی ہے اُن کو ادا کرنے ہیں۔ ان کا گھر محفوظ نہیں ہے مگر میں نے جو کچھ ہو سکا کیا ہے حضرت حافظ صاحب مرحوم کی کتابیں خریدی ہیں۔ اور بھی خریدی ہیں خود جلد کرتا ہوں۔ میں نے سکھوں ہندوؤں کی دکان پر قرآن کریم دیکھ کر بورڈ پر اعلان لکھ دیا ہے کہ پورا، ادھورا، کوئی حصہ قرآن کریم کا کسی کے پاس ہو تو جلایا نہ جائے میرے پاس پہنچا دیں بعض شریف ہندو سکھ بھائیوں نے تعاون کیا۔ جو اوراق جمع ہوئے اُن سے قرآن کریم مکمل کر کے جلد کر کے لئے تقریباً بیس مساجد میں اور ان سے بہت زیادہ لوگوں کو دیئے ہیں کم و بیش ایک سو میں نے ٹھیک کر لئے ہیں۔ اس طرح علاوہ اپنے فائدہ کے قوم کا بھی فائدہ ہے۔ حضرت پیر منظور محمد موجد قاعدہ یسرنا القرآن کے قرآن کریم پہلے ٹھیک کئے ہیں۔

مثالی خدمت

کتب خرید کر رتن باغ بھجوانا آسان کام نہیں تھا۔ اِکا دُکا کتاب تو آنے جانے والوں کے ہاتھ آسکتی تھی۔ مگر جب بہت کتب محفوظ مقام پر پہنچانا ضروری ہوا تو بذریعہ ڈاک پارسل بھجوانے لگے جس پر بہت خرچ ہوتا۔ پہلی کوشش تو یہی ہوتی کہ اگر مالک کا علم ہو جائے تو کتاب اُس تک پہنچا دی جائے بصورتِ دیگر محفوظ کر لی جائے۔ قادیان سے سب ڈاک دفتر خدمت درویشاں میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد کی معرفت موصول ہوتی۔ جب پارسلوں سے کتب بھیجنے کا سلسلہ شروع کیا تو حضرت میاں صاحب نے اس کو مثالی بنا کر توجہ دلائی کہ کتب بذریعہ پارسل بھیجی جا سکتی ہیں۔ حضرت میاں صاحب نے تحریر فرمایا:-

رتن باغ لاہور بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرمی میاں عبدالرحیم صاحب سوڈا واٹر فیکٹری

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ

آپ کا خط موصول ہوا۔ میں نے تو ہمدردی کے خیال سے لکھا تھا آگے آپ اپنے حالات کو بہتر سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کا حافظ و ناصر رہے اور دنیا کی نعمتوں کا دروازہ کھولے۔

آپ کی کتابوں کے پارسل اس کثرت کے ساتھ آئے کہ مجھے طبعاً یہ خیال پیدا ہوا کہ آج کل تنگی کے زمانہ میں اتنے پارسلوں کا خرچ یقیناً بوجھ کا موجب ہوگا۔ گو دوسری طرف میں نے اس مثال کو دیکھتے ہوئے یہ فائدہ بھی اُٹھایا کہ ملک صلاح الدین صاحب کو خط لکھا کہ اگر اس طرح پارسل آ سکتے ہیں تو آپ کو بھی سلسلہ کی ضروری کتابیں بھجوانے میں اس طریق سے فائدہ اُٹھانا چاہئے۔ بہر حال انما الاعمال بالنیات۔

لاہور میں الحمد للہ خیریت ہے آپ کے بچے کبھی کبھی ملتے رہتے ہیں اور خیریت سے ہیں۔ رمضان میں جو تعلیم القرآن کلاس لجنہ کی زیر نگرانی جاری ہوئی تھی۔ اس میں آپ کی دونوں لڑکیاں شامل ہوئی تھیں۔ اور خدا کے فضل سے دونوں پاس ہوگئی ہیں۔ آپ کے والد صاحب اب کافی ضعیف ہو چکے ہیں اور قادیان کے کانوائے کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اُن کے لئے یہی بابرکت ہے کہ اپنے بقیہ ایام زندگی قادیان میں گزاریں اور دعاؤں اور نوافل کے پروگرام میں حصہ لیں۔

میری طرف سے سب دوستوں کو سلام پہنچا دیں۔

فقط

والسلام

مرزا بشیر احمد

میرے کتابوں کے شوق سے ایک دفعہ بہت فائدہ اس طرح ہوا کہ ہندوستان میں مہدی علیہ السلام کے متعلق ایک فارسی قصیدہ کی دھوم مچی ہوئی تھی۔ دراصل قصیدہ دستیاب نہ تھا۔ میں نے حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کو بتایا کہ اصل کتاب شاہ نعمت اللہ ولی کا قصیدہ ہے جو فارسی میں ہے۔ 123سال پہلے کلکتہ سے شائع ہوا تھا۔ نام اربعین فی احوال المھدیین تھا رسالہ پر 25 محرم الحرام 1825 ہجری لکھا ہے مجھے یہ اطلاع دے کر خوشی ہوئی دنیا کی دولت تو دنیا کے اجارہ داروں نے لُوٹ لی۔ ہمارے حصّے میں علم کی دولت آئی۔

نادر و نایاب تحفے

آپ نایاب کتب ایسے احباب کو تحفے میں دیتے جن کے متعلق آپ کو حُسنِ ظن ہوتا کہ کتاب کی قدر کریں گے اور استفادہ کریں گے اپنے داماد محترم شیخ خورشید احمد صاحب کو اسی جذبے کے تحت خطبہ الہامیہ کا پہلا ایڈیشن، اخبار الحکم کی پہلی جلد، حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے دستخط والی مبارک کتاب کشف الغطاء اور بعض نادر کتب کے علاوہ خاندان کی یادداشتوں والی ڈائریاں اور خود نوشت حالات بھی عنایت کئے۔ بھائی جان باسط صاحب کو دینی کتب، لغات اور عربی میں حدیث کی کتب بھیجتے۔ خاکسار جب یونیورسٹی اور ینٹل کالج میں زیر تعلیم تھی شعروادب کے موضوع پر ملنے والی کتب مجھے بھیجتے رہے۔ حضرت مرزا سلطان احمد صاحبؓ کی ادب پر تنقید کی ایک کتاب بھی مجھے ملی۔ ناصر صاحب کو ایک ایسی کتاب تحفہ میں دی جو کئی لحاظ سے تاریخی اور یادگار بن گئی ہے۔ یہ ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کا ابتدائی ایڈیشن ہے۔ جس پر ناصر صاحب کے والد صاحب کی تحریر ہے۔

This book belongs to

Molvi Muhammad Shamsud-din Ahmadi

Sindh Club Karachi

18-12-8

اس پر ایک بیضوی مہر بھی لگی ہوئی ہے جس پر کندہ ہے۔

MD.Shamsuddin Ahmadi

Ahmadia Library

Barahpura Bhagalpur

ابا جان نے اس پر نوٹ لکھا ہے۔ ''یہ کتاب ایک خاص نظریہ سے خریدی ہے۔ امید ہے عزیز (ناصر احمد) کو اس سے بہت خوشی ہوگی۔ کم از کم میں تو اس سے بہت خوش ہوا۔'' والسلام عبدالرحیم 61 12--7

اس طرح یہ کتاب ہم دونوں کے لئے قیمتی یادگار ہوگئی۔

ایک دفعہ بھائی جان مکرم عبدالباسط شاہد (مربی سلسلہ) ابا جان سے ملنے قادیان گئے ہوئے تھے دیکھا کہ رہائش گاہ میں شیلف بنا کر ہزاروں کتابیں چن رکھی ہیں۔ ہر کتاب کی حسبِ ضرورت سلائی، جز بندی یا جلد وغیرہ بھی اپنے ہاتھ سے کی ہوئی ہے۔ بھائی جان نے کہا کہ ابا جان، آپ نے یہ بہت بڑی ذمہ داری از خود اپنے اوپر ڈال رکھی ہے۔ اس کا آپ کی صحت پر بُرا اثر پڑتا ہوگا اور پھر یہ کوئی منتخب کتابیں بھی نہیں ہیں... آخری بات کا پہلے جواب دیتے ہوئے بڑے اعتماد اور وثوق سے کہنے لگے کہ بیٹا ایک ہزار سے زیادہ کتابیں یہاں رکھی ہیں۔ آپ ان میں کسی ایک کتاب کی نشان دہی کریں جو ہمارے علم کلام میں مفید نہ ہو یا جس میں کوئی غیر معمولی علمی اور دلچسپی کی بات نہ ہو اور حقیقت بھی یہی تھی کہ آپ نے قریباً ہر کتاب پر نشان لگائے ہوئے تھے۔ یا شروع میں نوٹ دئے ہوئے تھے جن سے ان سب کی افادیت، خصوصیت پہلی نظر میں سامنے آجاتی تھی۔

اپنے بچوں کی اعلیٰ تعلیم کا شوق تھا امی جان بتاتی تھیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے دو بیٹے عطا فرمائے تو کہا کرتے تھے ان کو اپنے خرچ پر تعلیم دلا کر جماعت کی خدمت کے لئے پیش کر دوں گا۔ اس کے لئے دعائیں بھی کرتے اللہ تعالیٰ کے کرم سے اولاد اور اگلی نسلوں میں بھی حصول علم کا رجحان نمایاں ہے الحمد للہ علیٰ ذالک اللہ تبارک تعالیٰ ہمارے پیارے ابا جان کے درجات بلند فرماتا رہے۔ آمین اللّٰھم آمین

”بنیادی مسائل کے جوابات“

بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

قسط نمبر 2

مرسلہ: ظہیر احمد خان۔شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں بنیادی مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ افادۂ عام روزنامہ الفضل لندن آن لائن میں شائع کئے جا رہے ہیں۔

سوال:۔ ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں استفسار کیا کہ اسلام میں مختلف جانوروں کا گوشت کس بناء پر حلال اور حرام قرار دیا جاتا ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 11 اپریل 2016ء میں اس کا درج ذیل جواب عطاء فرمایا۔حضور نے فرمایا:۔

جواب:۔ کسی چیز کے حلال یا حرام ہونے کے بارہ میں دین اسلام کا اصول یہ ہے کہ ہر وہ امر جس سے شریعت منع نہ کرے، جائز ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”اصل اشیاء میں حلت ہے حرمت جب تک نص قطعی سے ثابت نہ ہو تب تک نہیں ہوتی۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 474)

قرآن کریم نے مردار، بہتا ہوا خون، سؤر کا گوشت اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جانے والا جانور حرام قرار دیا ہے۔(سورۃ الانعام:146) قرآن کریم کی بیان کردہ ان چار اشیاء کو حرام کہا جاتا ہے۔ جبکہ بعض اشیاء کے کھانے سے آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے ان کو ممنوع کہا جاتا ہے۔ جیسے جو جانور شکاری ہے وہ ممنوع ہے۔ اس میں درندے، شکاری پرندے وغیرہ سب داخل ہیں۔ ان اشیاء کی ممانعت احادیث پر مبنی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے:۔

نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَعَنْ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ۔

(صحیح مسلم کتاب الصَّيْدِ وَالذَّبَائِحِ وَمَا يُؤْكَلُ مِنَ الْحَيَوَانِ باب تَحْرِيمِ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے ہر کچلیوں والے درندے اور پنجوں والے پرندے کا کھانا ممنوع قرار دیا ہے۔ اسی طرح حدیث میں آیا ہے:۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب غَزْوَةِ خَيْبَرَ)

یعنی حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے موقعہ پر پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

حرام اور ممنوع کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

”یہ امر یاد رکھنا چاہیے کہ شریعت اسلامیہ میں جن اشیاء کے کھانے سے منع کیا گیا ہے وہ دو قسم کی ہیں۔ اول حرام، دوم ممنوع۔ لغۃً تو حرام کا لفظ دونوں قسموں پر حاوی ہے۔ لیکن قرآن کریم نے اس آیت (یعنی بقرہ:174) میں صرف چار چیزوں کو حرام قرار دیا ہے۔ یعنی مردار، خون، سور کا گوشت اور وہ تمام چیزیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے نام سے نامزد کر دیا گیا ہو۔ ان کے سوا بھی شریعت میں بعض اور چیزوں کے استعمال سے روکا گیا ہے۔ لیکن وہ چیزیں اشیاء ممنوعہ کی فہرست میں تو آئیں گی، قرآنی اصطلاح کے مطابق حرام نہیں ہونگی۔

یہ احکام اس آیت یا دوسری آیات کے مضمون کے مخالف نہیں ہیں۔ کیونکہ جس طرح اوامر کئی قسم کے ہیں بعض فرض ہیں، بعض واجب ہیں اور بعض سنت ہیں۔ اسی طرح نہی بھی کئی اقسام کی ہے۔ ایک نہی محرمہ ہے اور ایک نہی مانعہ ہے اور ایک نہی تنزیہی ہے۔ پس حرام چار اشیاء ہیں باقی ممنوع ہیں اور ان سے بھی زیادہ وہ ہیں جن کے متعلق نہی تنزیہی ہے یعنی بہتر ہے کہ انسان ان سے بچے۔ حرام اور ممنوع میں وہی نسبت ہے جو فرض اور واجب میں ہے۔ پس جن اشیاء کو قرآن کریم نے حرام کہا ہے ان کی حرمت زیادہ سخت ہے اور جن سے آنحضرت ﷺ نے منع کیا ہے وہ حرمت میں ان سے نسبتاً کم ہیں۔ اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے احکام میں ان کی مثال فرض اور واجب اور سنت کی سی ہے حرام تو بمنزلہ فرض کے ہے اور منع بمنزلہ واجب کے۔ جس طرح فرض اور واجب میں فرق ان کی سزاؤں کے لحاظ سے کیا جاتا ہے اسی طرح جن اشیاء کی حرمت قرآن کریم میں آئی ہے اگر انسان اُن کو استعمال کرے گا تو اس کی سزا زیادہ سخت ہو گی۔ اور جن سے آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے ان کے استعمال سے اس سے کم درجہ کی سزا ملے گی لیکن بہر حال دونوں جرم قابل گرفت اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہوں گے۔ حرام فعل کا ارتکاب کرنے سے انسان کے ایمان پر اثر پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ لازماً بدی ہوتی ہے۔ لیکن دوسری چیزوں کے استعمال کا نتیجہ لازماً بدی اور بے ایمانی کے رنگ میں نہیں نکلتا۔ چنانچہ دیکھ لو مسلمانوں میں سے بعض ایسے فرقے جو ان اشیاء کو مختلف تاویلات کے ذریعے جائز سمجھتے اور انہیں کھا لیتے ہیں جیسے مالکی، ان کا اثر ان کے ایمان پر نہیں پڑتا۔ اور ان میں بے ایمانی اور بدی پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ گذشتہ دور میں تو ان میں اولیاء اللہ بھی پیدا ہوتے رہے ہیں۔ لیکن خنزیر کا گوشت یا مردار کھانے والا کوئی شخص ولی اللہ نظر نہیں آئیگا۔ پس حرمت کے بھی مدارج ہیں اور ان چاروں حرام چیزوں کے سوا باقی تمام ممنوعات ہیں جن کو عام اصطلاح میں حرام کہا جاتا ہے ورنہ قرآنی اصطلاح میں وہ حرام نہیں ہیں۔“ (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 340)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ حلال و حرام کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

”قرآن میں آیا ہے۔ لَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَذَا حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ لِتَفْتَرُوا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ۔ یہ خدا پر افتراء باندھنا ہے کہ یہ حلال ہے یا حرام۔ خدا نے فرمایا ہے حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ حدیث شریف میں رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ کہ جو جانور شکاری ہے وہ حرام ہے۔ اس میں درندے، شکاری پرند وغیرہ سب داخل ہیں۔ اب اس سے زیادہ کوئی مجاز نہیں کہ کسی کو حلال اور حرام کہے۔ مگر دنیا میں چونکہ ہزار ہا جانور ہیں پھر یہ دقت ہوئی کہ اب کسے کھاویں اور کسے نہ کھاویں۔ اس مشکل کو اللہ تعالیٰ نے نہایت آسانی سے حل کر دیا ہے۔ فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاشْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ یعنی حلال طیب کھاؤ۔ اب گویا یہ بتا دیا کہ جو چیز طیب ہو وہ کھاؤ چنانچہ ہر جگہ ہر قوم میں جو چیزیں عمدہ اور پاک ہوں اور شرفاء اور مہذب لوگ کھاتے ہوں وہ کھا لو۔ اس میں وہ استثناء جو پہلے بیان ہو چکے ان کا ملحوظ رکھنا نہایت ضروری ہے۔ طوطا کھا لینے میں کوئی حرج نہیں معلوم ہوتا ہے۔ مگر میں نہیں کھایا کرتا کیونکہ ہمارے ملک کے شرفاء نہیں کھاتے ایک دفعہ ایک صاحب میرے سامنے گو (ضب) پکا کر لائے کہ کھایئے میں نے کہا آپ بڑی خوشی سے میرے دسترخوان پر کھایئے مگر میں نہ کھاؤں گا کیونکہ شرفاء اسے نہیں کھاتے۔“

(اخبار بدر نمبر 19 جلد 10 مؤرخہ 09 مارچ 1911ء صفحہ 1)

سوال:۔ ایک خاتون نے اسلام میں مرد اور عورت میں برابری کے ضمن میں اپنی بعض الجھنوں کا ذکر کر کے اسلام کے مختلف حکموں کے بارہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں راہنمائی کی درخواست کی۔ جس کے جواب میں حضور انور نے اپنے مکتوب مؤرخہ 11 اپریل 2016ء میں ان امور کے بارہ میں درج ذیل جواب عطاء فرمایا۔ حضور نے فرمایا:۔

جواب:۔ آپ کے خط میں مذکور آپ کی الجھنیں اسلامی تعلیمات اور فطرت انسانی کو نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں۔ اسلام نے یہ کہیں دعویٰ نہیں کیا کہ مرد اور عورت ہر معاملہ میں برابر ہیں۔ اسلام کیا خود فطرت انسانی بھی اس بات کا انکار کرتی ہے کہ مرد اور عورت کو ہر لحاظ سے برابر قرار دیا جائے۔

ہاں اسلام نے یہ تعلیم ضرور دی ہے کہ نیکیوں کے بجالانے کے نتیجہ میں جس طرح اللہ تعالیٰ مردوں کو انعامات اور اپنے فضلوں سے نوازتا ہے اسی طرح وہ عورتوں کو بھی اپنے انعامات اور فضلوں کا وارث بناتا ہے۔ چنانچہ فرمایا:۔

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِنْكُمْ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ۔

(سورۃ آل عمران:196)

ترجمہ:۔ پس اُن کے ربّ نے اُن کی دعا قبول کرلی (اور کہا) کہ میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ہرگز ضائع نہیں کروں گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ تم میں سے بعض، بعض سے نسبت رکھتے ہیں۔ پس وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں دُکھ دیئے گئے اور انہوں نے قتال کیا اور وہ قتل کئے گئے، میں ضرور ان سے ان کی بدیاں دور کر دوں گا اور ضرور انہیں ایسی جنتوں میں داخل کروں گا جن

کے دامن میں نہریں بہتی ہیں۔ (یہ) اللہ کی جناب سے ثواب کے طور پر (ہے) اور اللہ ہی کے پاس بہترین ثواب ہے۔

جہاں تک مرد اور عورت کی گواہی کا تعلق ہے تو ایسے معاملات جن کا مردوں سے تعلق ہے اور عورتوں سے براہ راست تعلق نہیں ان میں اگر گواہی کیلئے مقررہ مرد میسر نہ ہوں تو ایک مرد کے ساتھ دو عورتوں کو اس لئے رکھا گیا ہے کہ چونکہ ان معاملات کا عورتوں سے براہ راست تعلق نہیں لہٰذا اگر گواہی دینے والی عورت اپنی گواہی بھول جائے تو دوسری عورت اسے یاد دلا دے۔ گویا اس میں بھی گواہی ایک عورت کی ہی ہے، صرف اس کے ایسے معاملات سے تعلق نہ ہونے کی وجہ سے اس کے بھول جانے کے اندیشہ کے پیش نظر احتیاطاً دوسری عورت اس کی مدد کیلئے اور اسے بات یاد کرانے کیلئے رکھ دی گئی ہے۔قرآن کریم کا منطوق بھی اسی مفہوم کی تائید فرما رہا ہے۔ چنانچہ فرمایا:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَنْ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى۔

(سورۃ البقرہ:283)

ترجمہ:۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم ایک معیّن مدت تک کے لئے قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو اور اپنے مردوں میں سے دو کو گواہ ٹھہرا لیا کرو۔ اور اگر دو مرد میسر نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں (ایسے) گواہوں میں سے جن پر تم راضی ہو۔ (یہ) اس لئے (ہے) کہ ان دو عورتوں میں سے اگر ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد کروا دے۔

اور جہاں تک عورتوں سے براہ راست متعلقہ معاملات کا تعلق ہے تو حدیث سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے صرف ایک عورت کی گواہی پر کہ اس نے اس شادی شدہ جوڑے میں سے لڑکے اور لڑکی دونوں کو دودھ پلایا تھا، علیحدگی کروادی۔ چنانچہ حضرت عقبہ بن حارثؓ سے روایت ہے کہ:۔

انہوں نے ابو اہاب بن عزیز کی لڑکی سے نکاح کیا اس کے بعد ایک عورت نے آ کر بیان کیا کہ میں نے عقبہ کو اور اس عورت کو جس سے عقبہ نے نکاح کیا ہے دودھ پلایا ہے (پس یہ دونوں رضائی بہن بھائی ہیں، ان میں نکاح درست نہیں) عقبہ نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ تو نے مجھے دودھ پلایا ہے اور نہ تو نے (اس سے) پہلے کبھی اس بات کی اطلاع دی ہے۔ پھر عقبہ سواری پر سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ گئے اور آپ سے (یہ مسئلہ) پوچھا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ اب جبکہ یہ بات کہہ دی گئی ہے تم کس طرح اسے اپنے نکاح میں رکھ سکتے ہو۔ پس عقبہ نے اس عورت کو چھوڑ دیا۔ اور اس نے دوسرے شخص سے نکاح کرلیا۔

(صحیح بخاری کتاب العلم بَاب الرِّحْلَةِ فِي الْمَسْأَلَةِ النَّازِلَةِ وَتَعْلِيمِ أَهْلِهِ)

جہاں تک طلاق اور خلع کا تعلق ہے تو اس میں بھی کوئی فرق نہیں۔ بلکہ یہ اسلام کا احسان ہے کہ اس نے مرد کو طلاق کا حق دینے کے ساتھ ساتھ عورت کو خلع لینے کا حق دیا۔ اور اس میں بھی مرد اور عورت کو برابر کے حقوق دیئے گئے ہیں۔ جب مرد طلاق دیتا ہے تو اسے عورت کو ہر قسم کے مالی حقوق دینے پڑتے ہیں اور مزید یہ کہ جو کچھ وہ بیوی کو پہلے مالی مفادات پہنچا چکا ہے اس میں سے کچھ بھی واپس نہیں لے سکتا۔ اسی طرح جب عورت اپنی مرضی سے خاوند کے کسی قصور کے بغیر خلع لیتی ہے تو اسے بھی مرد کے بعض مالی حقوق از قسم حق مہر وغیرہ واپس کرنا پڑتا ہے، لیکن اگر عورت کے خلع لینے میں مرد کی زیادتی ثابت ہو تو اس صورت میں عورت کو یہ زائد فائدہ دیا گیا ہے کہ اسے مہر کا بھی حقدار قرار دیا جاتا ہے۔ جس کا فیصلہ بہر حال قضاء تمام حالات دیکھ کر کرتی ہے۔

اہل کتاب سے شادی کرنے، ولی کی ضرورت اور مرد کے ایک سے زائد شادیاں کر سکنے کے معاملات میں در اصل عورت کی حفاظت، وقار اور عزت کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔عورت کو اللہ تعالیٰ نے مرد کی نسبت عموماً نازک بنایا اور اس کی فطرت میں اثر قبول کرنے کا مادہ رکھا ہے۔ پس ایک مسلمان عورت کو اہل کتاب مرد سے شادی کرنے سے روک کر اس کے دین کی حفاظت کی گئی ہے۔

شادی کے معاملہ میں لڑکی کی رضامندی کے ساتھ اس کے ولی کی رضامندی رکھ کر دیگر بہت سے فوائد میں سے ایک فائدہ عورت کو ایک مددگار اور محافظ مہیا کرنا بھی ہے کہ عورت کے بیاہے جانے کے بعد اس کے سسرال والے اس بات سے باخبر رہیں کہ عورت اکیلی نہیں بلکہ اس کی خبر رکھنے والے موجود ہیں۔

عورت کو ایک وقت میں ایک ہی شادی کی اجازت دیکر اسلام نے اس کی عصمت کی حفاظت کی ہے اور انسانی غیرت اور انسانی جبلت کے عین مطابق یہ حکم دیا ہے۔

جس حدیث میں عورتوں کے جہنم میں زیادہ ہونے کا ذکر ہے، وہاں لوگوں نے اس حدیث کا ترجمہ سمجھنے میں غلطی کھائی ہے۔ اس حدیث کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ جہنم میں عورتوں کی کثرت ہو گی۔ بلکہ حضور ﷺ نے فرمایا وَاُرِيتُ النَّارَ فَإِذَا أَكْثَرُ أَهْلِهَا النِّسَاءُ يَكْفُرْنَ۔ یعنی مجھے جہنم دکھائی جہاں میں نے دیکھا کہ اس میں ایسی عورتوں کی کثرت ہے جو اپنے خاوندوں کی ناشکر گزار ہیں۔یعنی جو عورتیں اپنے اعمال کی وجہ سے جہنم میں موجود تھیں ان میں سے زیادہ وہ عورتیں تھیں جو اپنے خاوندوں کی ناشکر گزار تھیں۔

پس ایک تو اس حدیث کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ جہنم میں عورتیں مردوں سے زیادہ ہوں گی۔ دوسرا یہاں ان عورتیں کے جہنم میں جانے کی وجہ بھی بتادی کہ وہ ایسی عورتیں ہے جو بات بات پر خدا تعالیٰ کے ان احسانات کی ناشکری کرنے والی ہیں، جو ان کے خاوندوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ان پر کئے ہیں۔

پھر اس کے بالمقابل احادیث میں نیک اور پاک باز خواتین کے پاؤں کے نیچے جنت ہونے کی بھی تو نوید سنائی گئی ہے۔ جو کسی مرد کے بارہ میں بیان نہیں ہوئی۔

علاوہ ازیں اسلام نے مردوں اور عورتوں کے بعض حقوق و فرائض ان کے طبائع کے مطابق الگ الگ بیان فرمائے ہیں۔مرد کو پابند کیا کہ وہ محنت مزدوری کرے اور گھر کی تمام ضروریات پوری کرے اور عورت کو کہا کہ وہ گھر اور بچوں کی حفاظت اور تربیت کرے۔ گویا باہر کی دوڑ دھوپ کیلئے مرد کو اس کی صلاحیتوں کے پیش نظر منتخب کیا اور عورت کی فطرت کے مطابق اور اس کے وقار کے پیش نظر گھر کی سربراہی اس کے سپرد کر دی۔

آنحضور ﷺ کا ارشاد کہ عورت میں دین اور عقل کے لحاظ سے ایک طرح کی کمی ہے۔ اس میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں کیونکہ یہ بھی عورت کی فطرت کے عین مطابق کہی گئی بات ہے۔ دین کی کمی تو آنحضور ﷺ نے خود بیان فرمادی کہ اس کی عمر کے ایک بڑے عرصہ میں اس پر ہر ماہ کچھ ایسے ایام آتے ہیں جن میں اسے ہر قسم کی عبادات سے رخصت ہوتی ہے۔ اور دیکھا جائے تو یہ بھی ایک طرح سے اس پر خدا تعالیٰ کا احسان ہے۔ جبکہ عقل کی کمی کی بات میں بھی عورت کی تحقیر نہیں کی گئی بلکہ اس سے مراد عورت کی سادگی ہے، جس کا ثبوت آج کی دنیا میں عورت نے خود مہیا کر دیا ہے کہ وہ بہت سادہ ہے۔ کیونکہ مغربی دنیا کے مرد نے اسے آزادی کا جھانسہ دیکر جس طرح اپنے فائدہ کیلئے استعمال کیا ہے وہ اصدق الصادقین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اس قول کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

مرد نے اپنی حوس کی خاطر اسے گھر کی چار دیواری سے نکال کر باہر بازار میں لا کھڑا کیا ہے۔ اور اسلام نے روزی روٹی کی جو ذمہ داری مرد پر ڈالی تھی اس میں بھی مرد نے عورت کی سادگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی یہ ذمہ داری اسے بانٹ کر اسے اپنے فائدہ کیلئے استعمال کیا ہے۔ جہاں اسے مردوں کی طرح محنت کے ساتھ ساتھ مختلف الانواع مردوں سے واسطہ پڑتا جو بسا اوقات اپنی نظروں کی حوس پوری کرنے کیلئے مختلف زاویوں سے اس پر نظریں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

پھر اگر غور کیا جائے تو مغربی دنیا کا عورت اور مرد کی برابری کا اعلان صرف ایک کھوکھلا دعویٰ ہی ہے۔ اسی مغربی دنیا میں کوئی ایک ملک بھی ایسا نہیں جس کی حکومتی مشنری چلانے والے پارلیمانی نظام میں مردوں کے برابر عورتیں موجود ہوں۔ انہیں مغربی ممالک میں بیسیوں جگہوں پر کسی ملازمت کیلئے جو پیکیج ایک مرد کو دیا جاتا ہے وہ عموماً اسی ملازمت کیلئے عورت کو نہیں دیا جاتا۔ اور یہ ساری باتیں عورت کی سادگی کی شاہد ناطق ہیں۔

جہاں تک قرآن کریم کے مرد کو قوام قرار دینے کی بات ہے تو خود قرآن کریم نے اس کی وجوہات بھی بیان فرمائی ہیں۔ ایک وجہ یہ بیان فرمائی کہ گھریلو نظام چلانے کیلئے ایک فریق کو دوسرے پر کسی قدر فضیلت دی گئی ہے اور دوسری وجہ یہ بیان فرمائی کہ وہ اپنے اموال عورت پر خرچ کرتا ہے۔

ایک فریق کو دوسرے پر فضیلت کی وجہ فطرت انسانی کے عین مطابق ہے کیونکہ اگر ہم دنیا کے نظام پر نظر ڈالیں تو ہر جگہ ایک فریق اوپر اور ایک نسبتاً نیچے ہوتا ہے۔ اگر دنیا میں سب لوگ برابر ہوتے یا یوں کہیں کہ اگر سب لوگ بادشاہ بن جاتے تو دنیا ایک دن بھی نہ چل سکتی اس لئے اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں کو بڑا اور کچھ کو چھوٹا، کچھ کو امیر اور کچھ کو غریب بنایا۔ ہم دیکھ سکتے ہیں کہ ہر ملک میں نظام حکومت کو چلانے کیلئے ایک کابینہ ہوتی ہے اگر اس ملک کے سارے لوگ ہی کابینہ کا حصہ بن جائیں تو وہ ملک چل ہی نہیں سکتا۔ بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ نے گھریلو نظام کو چلانے کیلئے مرد کو نسبتاً زیادہ اختیارات دیئے لیکن جس طرح ایک سربراہ حکومت اور ملک کی کابینہ کے زائد اختیارات کے ساتھ ساتھ اسی نسبت سے زائد فرائض بھی ہوتے ہیں اسی طرح اسلام نے مرد پر عورت کی نسبت زائد ذمہ داریاں بھی ڈالی ہیں۔

پس مرد و عورت کے حقوق و فرائض کے اعتبار سے اسلامی نظام فطرت کے عین مطابق ہے اور اس میں کسی قسم کا رخنہ نہیں۔

سوال:۔ ایک خاتون نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی مجلس عرفان میں بیان ایک ارشاد کے حوالہ سے چچا اور ماموں سے پردہ

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

کرنے کے بارہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے راہنمائی کی درخواست کی۔جس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ یکم جون 2020ء میں درج ذیل جواب عطاء فرمایا۔حضور نے فرمایا:۔

جواب:۔ آپ نے اپنے خط میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے جس ارشاد کا ذکر کیا ہے وہ سورۃ النور کی آیت نمبر 32 کے حوالہ سے مجلس عرفان میں ایک سوال کے جواب میں بیان فرمودہ ہے۔

یہ بات درست ہے کہ اس آیت میں بیان رشتے جن سے عورت کو پردہ نہ کرنے کی رخصت دی گئی ہے، ان میں چچا اور ماموں کا ذکر نہیں ہے لیکن ان دونوں کا شمار محرم رشتوں میں ہی ہوتا ہے، جیسا کہ حضور نے بھی اپنے اس ارشاد میں فرمایا ہے۔اور سورۃ النساء میں بیان قرآنی حکم سے بھی ثابت ہوتا کیونکہ ان دونوں سے نکاح کی حرمت بیان ہوئی ہے۔

علاوہ ازیں احادیث میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ان کے استفسار پر حضور ﷺ نے انہیں چچا سے پردہ نہ کرنے کا ارشاد فرمایا تھا۔

لیکن اس کے ساتھ پردہ کے بارہ میں یہ بات بھی پیش نظر رہنی ضروری ہے کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق محرم رشتوں میں بھی ہر درجہ کے رشتہ سے پردہ میں رخصت کی الگ کیفیت ہے۔چنانچہ سورۃ النور میں جن محرم رشتہ داروں سے پردہ نہ کرنے کی رخصت آئی ہے، ان میں سے بھی ہر رشتہ کی دوسرے رشتہ سے پردہ کی رخصت کی ایک الگ صورت ہوگی۔ چنانچہ خاوند سے پردہ کی جو رخصت ہے وہ اسی آیت میں بیان والد، بیٹے اور بھائی وغیرہ سے پردہ کی رخصت سے الگ ہے۔

پس جس طرح اس آیت میں بیان رشتہ داروں سے پردہ کی مختلف کیفیات ہیں اسی طرح دیگر محرم رشتہ داروں سے بھی پردہ کی رخصت کی کیفیت میں فرق ہے۔ اور یہی مضمون حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اپنے مذکورہ ارشاد میں سمجھا رہے ہیں کہ چچا اور ماموں جو ایک ہی گھر میں ساتھ رہنے والے رشتہ دار نہیں بلکہ باہر کے لوگ ہیں، اور اگرچہ ان کا شمار محرم رشتہ داروں میں ہی ہوتا ہے، لیکن جب وہ گھر میں آئیں تو عورتیں جس طرح اسی گھر میں ساتھ رہنے والے مردوں جن میں خاوند، باپ، بیٹے وغیرہ شامل ہیں، سے پردہ میں نسبتاً Relax ہوتی ہیں، باہر سے آنے والے محرم مردوں کی صورت میں انہیں نسبتاً کچھ زیادہ محتاط ہونا چاہئیے اور اگرچہ ان کے سامنے چہرہ تو نہیں ڈھکا جاتا لیکن سر اور سینہ کو ڈھانپ کر اور اپنے آپ کو سنبھال کر ان کے سامنے بیٹھنے کا حکم ہے۔ پس یہ مضمون ہے جو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ بیان فرما رہے ہیں، نہ کہ چچا اور ماموں سے پردہ کرنے کا حکم دے رہے ہیں۔

بقیہ: دربار خلافت...... از صفحہ 2

از صفحہ 2

خلاصہ ان باتوں کا یہ ہوا کہ تم عاجزی دکھانے والے تب شمار کئے جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والے تب ہوگے جب تم اپنے سے نفرت کرنے والوں سے بھی محبت کرو، جب ضرورت ہو تو ان کے کام آؤ اور ان کے لئے دعا کرو۔ اور پھر دوسروں کی غلطیوں کو معاف کرنے والے بنو۔ غلطیوں کی وجہ سے کسی کے پیچھے نہ پڑ جاؤ۔ اور ان کی تشہیر نہ کرتے پھرو۔ کسی کی غلطی کو دیکھ کر دوسروں کو بتاتے نہ پھرو بلکہ پردہ پوشی کی بھی عادت ڈالو۔

پھر اس میں یہ بھی فرمایا کہ اپنے دل کو ٹٹولتے رہو، اس کو پاک رکھنے کی کوشش کرو، اپنا خود محاسبہ کرتے رہو۔ کسی کے لئے بھی دل میں کینہ، نفرت، بغض، حسد وغیرہ نہ ہو۔ کیونکہ اگر یہ چیزیں دل میں ہیں تو اس کا مطلب یہی ہے کہ دل بڑائی اور تکبر سے بھرا ہوا ہے اور اس میں عاجزی نہیں ہے۔ پھر کسی کو اپنی باتوں سے دکھ نہ دو اور ہر ایک کی عزت کرو۔ چاہے کوئی غریب ہو، فقیر ہو، کم طاقت کا ہو یا ماتحت ہو یا ملازم ہو سب کی عزت کرو۔ پھر سلام کہنے کی عادت ڈالو۔ اس سے بھی معاشرے میں محبت اور بھائی چارے کی فضا پیدا ہوتی ہے اور عاجزی اور انکساری بڑھنے کے مواقع پیدا ہوتے ہیں، اپنے اندر بھی اور دوسرے ماحول میں بھی۔ تو فرمایا کہ یہ کام تو بہت مشکل ہے اور یہ تب ہی کر سکتے ہو جب گویا کہ اپنے آپ کو مار لیا، اپنے نفس کو بالکل ختم کر دیا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر نہیں ہو سکتا اس لئے ہمیشہ اس کا فضل مانگتے رہو۔ اس کے سامنے جھکے رہو اور دعائیں کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عاجزی اور انکساری کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے چند شعر ہیں وہ مَیں پڑھتا ہوں

اے کرم خاک چھوڑ دے کبر و غرور کو
زیبا ہے کبر حضرت رب غیور کو
بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں
چھوڑو غرور و کبر کہ تقویٰ اسی میں ہے
ہوجاؤ خاک مرضیٔ مولیٰ اسی میں ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں ان سب نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطبہ جمعہ 2/ جنوری 2004ء)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

از صفحہ 1

معاشرے کے ہر فرد کو اپنے اندر رائج کرنا چاہئے وہ ہے کہ سلام کرو۔یعنی ایک دوسرے پر سلامتی کی دعا بھیجو اور پھر یہ بھی تفصیل سے بتایا کہ سلامتی کی دعا کس طرح بھیجو اور پھر دوسرا بھی جس کو سلام کیا جائے، اسی طرح کم از کم انہیں الفاظ میں جواب دے۔ بلکہ اگر بہتر الفاظ میں گنجائش ہو جواب دینے کی تو بہتر جواب دے۔ اس طرح جب تم ایک دوسرے کو سلام بھیجو گے تو ایک دوسرے کے لئے کیونکہ نیک جذبات سے دعا کر رہے ہو گے اس لئے محبت اور پیار کی فضا بھی تمہارے اندر پیدا ہو گی۔

پھر یہ بھی بتایا کہ اسلامی معاشرہ کیونکہ امن اور سلامتی پھیلانے والا معاشرہ ہے اس لئے یہ بھی خیال رکھو کہ جب تم کسی کے گھر ملنے جاؤ تو مختلف اوقات میں انسان کی مختلف حالتیں ہوتی ہیں، طبیعتوں کی مختلف کیفیت ہوتی ہے اس لئے جب کسی کے گھر ملنے جاؤ اور گھر والا بعض مجبوریوں کی وجہ سے تمہارے سلام کا جواب نہ دے یا تمہاری توقعات کے مطابق تمہارے ساتھ پیش نہ آئے تو ناراض نہ ہو جایا کرو۔ زود رنجی کا اظہار نہ کیا کرو بلکہ حوصلہ دکھاتے ہوئے، خاموشی سے واپس آ جایا کرو۔ اور اگر اس طرح عمل کرو گے تو ہر طرف سلامتی بکھیرنے والے اور پر امن معاشرہ قائم کرنے والے ہو گے۔

(خطبہ جمعہ 3/ ستمبر 2004ء بحوالہ alislam.org)

18 دسمبر 2020ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	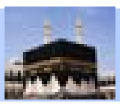	05:31	17:42
مدینہ منورہ	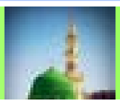	05:36	17:37
قادیان	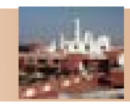	05:56	17:27
ربوہ	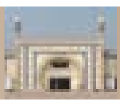	05:35	17:07
اسلام آباد ٹلفورڈ		06:34	15:56